

حکومت کرناٹک



نوبہارِ ادب

اُردو زبان اوّل نصابی کتاب

NAU BAHAR-E-ADAB

Urdu First Language

PART-2

Ninth **9** **Standard**

برائے نویں جماعت

(ترمیم شدہ)

حصہ دوم

KARNATAKA TEXT BOOK SOCIETY (R)

6th Cross, Malleshwaram

Bengaluru - 560 003

THE CONSTITUTION OF INDIA

PREAMBLE

WE, THE PEOPLE OF INDIA, having solemnly resolved to constitute India into a ¹**[SOVEREIGN SOCIALIST SECULAR DEMOCRATIC REPUBLIC]** and to secure to all its citizens :

JUSTICE, social, economic and political;

LIBERTY of thought, expression, belief, faith and worship;

EQUALITY of status and of opportunity; and to promote among them all

FRATERNITY assuring the dignity of the individual and the ²[unity and integrity of the Nation];

IN OUR CONSTITUENT ASSEMBLY this twenty-sixth day of November, 1949 do **HEREBY ADOPT, ENACT AND GIVE TO OURSELVES THIS CONSTITUTION.**

1. Subs. by the Constitution (Forty-second Amendment) Act, 1976, Sec.2, for "Sovereign Democratic Republic" (w.e.f. 3.1.1977)
2. Subs. by the Constitution (Forty-second Amendment) Act, 1976, Sec.2, for "Unity of the Nation" (w.e.f. 3.1.1977)



U7I3K6

فہرست مضامین

نمبر شمار	سبق	مصنف	صفحہ نمبر
12	پگڈنڈی	سلیمان خطیب	1
13	پھول ہی پھول	ادارہ	6
14	قطعات	میر تقی میر	14
15	آزمائش (ڈراما)	محمد مجیب	17
16	کلاسیکی غزلیں:	(1) خواجہ میر درد (2) حسرت موہانی	29
17	ڈائوسارس	ادارہ	35
18	رباعیات	راہی قریشی	41
19	مچھر کا اعلان جنگ	خواجہ حسن نظامی	44
20	حکایت	فرمانبرداری	51
21	جدید غزلیں	(1) شہر یار (2) گوہر تر یکیر وی	56

...

سبق: 12



پگڈنڈی

سلیمان خطیب



بھوت دیکھے ہنگے یوں تو چاندنی راتاں تھے
یہونچ خالی سن کو ہنگے طور کے باتاں تھے

منہ اندھارے آکو دیکھو طور بن جاتی ہوں میں
طور بن جاتی ہوں جی میں نور بن جاتی ہوں میں

اک نوی عارس کے سرکا چرما کو شرم سے
گوں کے بازو سے نکل کو گھاٹ کو جاتی ہوں میں
جن کے انگے چان، سورج بھیک کے صحنک ہیں دو
ایسے ایسے آفتاباں کو اٹھا لاتی ہوں میں

منہ اندھارے آکو دیکھو طور بن جاتی ہوں میں
طور بن جاتی ہوں جی میں نور بن جاتی ہوں میں

یاں پہ چھپتی ، واں نکلتی ، کھلتے آتی ہوں میں
دھان کے کھیتاں میں جا کو مانگ بن جاتی ہوں میں
میں ہوں پھولاں کی ڈغالی ہو رہی بوجھل ہیں گھڑے
اک پچیلی کمر ہوں ، بل پہ بل کھاتی ہوں میں

منہ اندھارے آ کو دیکھو طور بن جاتی ہوں میں

طور بن جاتی ہوں جی میں نور بن جاتی ہوں میں

شار کے وہ پاپی پاواں مجھ پو آ سکتیچ نہیں
میں تو میں میری گرد کو بھی وہ پا سکتیچ نہیں
ان کے سڑکاں لمبے دھوکے ، کا لے پتھر کے دلاں
میری نرمی ، شرما شرمی، مر کو لا سکتیچ نہیں

منہ اندھارے آ کو دیکھو طور بن جاتی ہوں میں

طور بن جاتی ہوں جی میں نور بن جاتی ہوں میں

پگڈنڈی:

قربوں میں لوگوں کے بار بار پیدل چلنے کی وجہ سے جو راستہ سا بن جاتا ہے، اسے پگڈنڈی کہتے ہیں۔
اگرچہ کہ یہ ایک عام عنوان ہے مگر شاعر نے جس انداز میں اس کی خوبیاں اور اوصاف شاعرانہ انداز میں بیان کیا
ہے وہ نہایت قابل تعریف اور غور و فکر کی بات ہے۔ اس نظم کا کچھ حصہ یہاں دیا گیا ہے۔ اس نظم کو مکمل پڑھئے
اور لطف لیجئے۔



تخلیق کار:

نام: محمد سلیمان، تخلص: خطیب، آپ کا تعلق کلبرگی شہر کے خطیب گھرانے سے تھا، اسی مناسبت سے آپ نے اپنا تخلص خطیب رکھا۔ پیدائش 26 دسمبر 1922ء چنگو پہ ضلع بیدر۔ وفات: اکتوبر 1978ء کلبرگی۔

ابتدائی تعلیم میدک (آندھرا پردیش) میں حاصل کی۔ حیدرآباد سے میٹرک اور پنجاب سے منشی فاضل کیا۔ وہ قدیم اردو یعنی دکنی کے معروف شاعر تھے۔ ”پگڈنڈی“، نظم آپ کے مجموعہ کلام ”کیوڑے کا بن“ سے لی گئی ہے۔ ان کی خدمات کے پیش نظر، کرناٹک سرکار نے انہیں راجیو تسوا ایوارڈ سے نوازا۔

I. الفاظ و معانی:

بھوت	=	بہت زیادہ
ہنگے	=	ہوں گے
تمے	=	تم، آپ
یہوئچ	=	یوں ہی
باتاں	=	باتیں
منہ اندھارے	=	صبح سویرے
آکو	=	آکر
طور	=	کوہ طور جہاں حضرت موسیٰ نے اللہ سے کلام فرمایا تھا۔
نوی عارس	=	نئی نویلی دلہن
سرکا	=	جیسا، مانند
چُر مَرانا	=	مارے شرم کے اپنے آپ میں سمانا۔

گاؤں	=	گوں
پانی لینے کی جگہ یعنی ندی، نالے، نہر وغیرہ۔	=	گھاٹ
سامنے، آگے	=	انگے
چاند	=	چان
مٹی کا چھوٹا برتن	=	صحنک
آفتاب کی جمع، سورج	=	آفتاباں
یہاں	=	یاں
وہاں	=	واں
ڈالی	=	ڈغالی
اور	=	ہور
شہر	=	شار

II. ان کے مختصر جواب لکھئے:

- (۱) شاعر نے کن راتوں کو دیکھنے کی بات کہی ہے؟
- (۲) شاعر نے کن باتوں کو سُننے کی بات کہی ہے؟
- (۳) منہ اندھارے پگڈنڈی کیا بن جاتی ہے؟
- (۴) کون کیسے شرماتی ہے؟
- (۵) گاؤں سے پگڈنڈی کہاں تک جاتی ہے؟
- (۶) آفتاباں سے شاعر کی مراد کیا ہے؟

III. ان کے جوابات دو یا تین جملوں میں لکھئے:

- (۱) پگڈنڈی کیسے اپنا سفر جاری رکھتی ہے؟
- (۲) دھان کے کھیتوں میں پگڈنڈی کیسے دکھائی دیتی ہے؟
- (۳) لچکدار کمر کا کیا انداز ہوتا ہے؟
- (۴) شاعر نے شہر کی سڑکوں کو کیا کہا ہے اور کیوں؟
- (۵) شہر اور قریہ کی سڑکوں کا فرق واضح کیجئے؟

IV. ان کی اضداد لکھئے:

رات، خالی، شرم، گاؤں، بو جھل

V. ان اشعار کو مکمل کیجئے:

(۱) اک نوی عارس کے سر کا چڑمرا کو شرم سے

(۲) میں ہوں پھولوں کی ڈغالی ہو رہو جھل ہیں گھڑے

(۳) انکے سڑکاں، لمبے دھوکے، کالے پتھر کے دلاں

VI. پگڈنڈی، نظم کا خلاصہ لکھئے۔

عملی کام: سلیمان خطیب کے مجموعہ کلام ”کیوڑے کا بن“ کا مطالعہ کیجئے۔

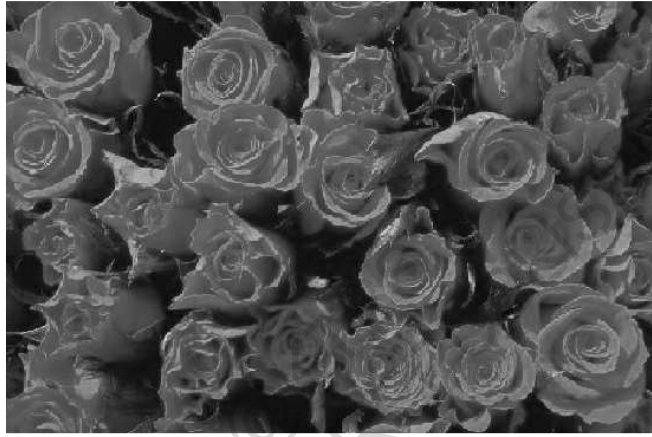
☆☆☆

سبق: 13



پھول ہی پھول

ادارہ



پھول قدرت کی صناعی کا حسین، دلکش اور رنگین شاہکار ہے۔ پھول ایسی چیز ہے جس کو دیکھتے ہی مسرت کا احساس ہوتا ہے اور دل و دماغ پر ایک عجیب کیفیت چھا جاتی ہے۔ پھول ہمارے دل کو طراوت بخشتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ پھول انسانی زندگی کا ایک اٹوٹ حصہ ہیں۔ عموماً خوبصورت چہرے کو پھول ہی سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ انسانی زندگی میں پھولوں کی بڑی اہمیت ہے، عیدوں اور تہواروں میں پھول کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے۔ شادی بیاہ کا تو پھولوں کے بغیر تصور بھی محال ہے۔ شادی بیاہ کے موقعوں پر پھولوں کی سجاوٹ پر لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔ جلسے جلوسوں میں آرائش و زیبائش کے لئے پھولوں کا بے انتہا استعمال ہوتا ہے۔ گل پوشی ہمارے تمدن کا ایک حصہ بن گئی ہے۔ غرض انسانی زندگی میں پھول کافی اہمیت رکھتے ہیں۔ پھول ماحول کو خوبصورت بناتے ہیں اور چمن کو رعنائی بخشتے ہیں۔

پھول نہ صرف خوبصورتی اور دلکشی عطا کرتے ہیں بلکہ اپنی خوشبو سے ماحول کو معطر بھی کرتے ہیں۔ پھولوں کے اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔ اکثر پھول ہی سے پھل بنتے ہیں۔ پھول مختلف مدارج سے گزر کر کبھی پھل اور کبھی بیج بن جاتے ہیں اور وہ اناج کے طور پر غذا میں استعمال ہوتے ہیں۔ پھول کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک خوشبودار اور دوسرے بغیر خوشبو کے اور کچھ بے حد خوبصورت اور رنگین۔ خوشبودار پھولوں میں گلاب، چمپا، موگرا، چمبیلی، گل شتیو، رات کی رانی، مگن مست وغیرہ ہیں۔ کم خوشبو والے چند پھول ہیں: سورج مکھی، کنول، جاسوت، گل ہزارہ، سدا سہاگن، گیندا، للی اور گل چینی وغیرہ۔

آئیے!..... اب ہم ان پھولوں کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں گے:

گلاب: یہ پھولوں کا راجا ہے۔ اس کا وطن شمالی ایران ہے۔ یہ خوشبودار بھی ہوتا ہے اور بغیر خوشبو والا بھی۔ کہتے ہیں کہ اس پھول کو مغل بادشاہ بابر نے ہندوستان لایا تھا۔ اس کا عطر ملکہ نور جہاں نے کشید کیا تھا۔ یہ پھول ساری دنیا میں مشہور ہے۔ اس پھول کو امن اور دوستی کی علامت مانا جاتا ہے۔ اس لئے بیرونی ممالک سے آنے والے مہمانوں کو بطور خاص تحفہ دیا جاتا ہے۔ یہ کئی رنگ کا ہوتا ہے۔ ہندوستان کے صدر کی اقامت گاہ میں ایک چمن ہے جس کو ”مغل گارڈن“ کہتے ہیں۔ یہاں گلاب کی سینکڑوں



قسمیں اگائی جاتی ہیں۔ دور دور سے سیاح اس چمن کو دیکھنے آتے ہیں۔ گلاب کے پھول پتیوں سے گلقتند تیار کیا جاتا ہے جو نہایت لذیذ اور صحت بخش ہوتا ہے۔

موگرا: موگرا کی بھی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ ”بٹ موگرا“ بھی اسی کی ایک قسم ہے۔ یہ پھولوں کی رانی کہلاتا



ہے۔ یہ سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ موگرا سارے کرناٹک میں پسند کیا جانے والا پھول ہے۔ میسور موگرا بہت مشہور ہے۔ شادی بیاہ کے موقعوں پر اس کی بہت مانگ ہوتی ہے۔ نہایت خوشبودار پھول ہے۔ اس کا عطر بھی کشید کیا جاتا ہے، جس کو ”کچی کلی“ کہتے ہیں۔



چنبیلی: چنبیلی کو یاسمین بھی کہتے ہیں۔ یہ خوشبودار پھول ہے۔ سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ ہندوستان میں پایا جاتا ہے۔ اس کے عطر سے صابن اور شیمپو بناتے ہیں۔ یاسمین کی چائے مقبول عام ہے۔ اس پھول کے رس سے پیٹ کے کیڑوں کو مارنے والی دوائیاں اور کینسر جیسے موذی مرض کی دوا بھی تیار کی جاتی ہے۔ امریکہ میں اس پھول سے دنیا کا سب سے قیمتی عطر ”جوائے“ تیار کیا جاتا ہے۔



گل شبو: یہ سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ نہایت خوشبودار پھول ہے۔ اس کی خوشبودار پتی ہوتی ہے۔ اس کو ہندی زبان میں ”رجنی گندھا“ اور کنڑ زبان میں ”سگندھ راج“ کہتے ہیں۔ گل شبو سے ہار اور گلڈستے بنائے جاتے ہیں۔ عطریات بنانے کے لئے ساری دنیا میں یہ پھول استعمال ہوتا ہے۔



چمپا: یہ پھول انڈونیشیا سے ہندوستان آیا ہے۔ یہ کرناٹک اور ہمالیہ کے مشرقی علاقوں میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ یہ سفید رنگ اور زردی مائل نارنجی رنگ کا ہوتا ہے۔ یہ ہندوستان کے تمدن کا ایک حصہ ہے۔ اس کو مذہبی تہواروں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ نہایت خوشبودار ہوتا ہے۔ اس کی خوشبو تقریباً سو فیٹ کی دوری سے محسوس کی جاسکتی ہے۔

گیندا: یہ کم خوشبو والا پھول ہے۔ یہ پھول سارے ہندوستان میں اگایا جاتا ہے۔ یہ زرد اور نارنجی رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کو مختلف قسم کی دوائیاں بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کو مذہبی تہواروں میں استعمال کیا جاتا ہے۔؛ غذائی اشیاء اور کپڑوں کو رنگنے میں بھی استعمال ہوتا ہے۔



جاسوت: یہ نہایت دلکش پھول ہے۔ اس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ یہ کم خوشبو والا پھول ہے۔ اس پھول سے مختلف قسم کی چائے تیار کی جاتی ہے۔ الگ الگ ملکوں میں اس چائے کے مختلف نام ہیں۔ ہندوستان میں اس کو ”گڈھل“ کہتے ہیں۔ ادویات میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔ اس کا استعمال فشارخون کو کم کرتا ہے۔ گردے کی پتھری نکالنے میں بھی فائدہ مند ہے۔



کنول: ہندوستان کا قومی پھول ہے۔ یہ گلابی، سفید اور نیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کی بڑی مذہبی اہمیت ہے۔ یہ کم خوشبو والا ہے، عام طور پر تالابوں اور ٹھہرے ہوئے پانی میں پیدا ہوتا ہے، یہ دن میں کھلتا ہے اور رات میں بند ہو جاتا ہے۔

سورج مکھی: یہ پھول وسطی امریکہ سے ہندوستان لایا گیا ہے۔ یہ زرد اور نارنجی رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ جدھر سورج ہوتا ہے اسی رخ پر کھلتا ہے۔ اس لئے اس کو سورج مکھی کہتے ہیں۔ یہ کم خوشبو والا پھول

ہے۔ تجارتی پھولوں میں بہت مشہور ہے۔ اس کے بیجوں سے تیل نکالا جاتا ہے جو ”سن فلور آئل“ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ تیل صحت کے لئے نہایت مفید سمجھا جاتا ہے۔ تیل بنانے کے لئے اس کی اعلیٰ پیمانے پر کاشت کی جاتی ہے۔ اس پھول کی پتیاں اکثر جانوروں کو کھلائی جاتی ہیں۔



ان پھولوں کے علاوہ ”رات کی رانی“ نامی پھول بھی ہے جو صرف راتوں میں کھلتا ہے۔ اور اس کی بھینی بھینی خوشبو دور تک پھیل جاتی ہے۔ ایک اور پھول ”مگن مست“ ہے یہ زرد مائل سبز ہوتا ہے اس پھول کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ بیک وقت مختلف خوشبو دیتا ہے۔ ایک اور پھول ”گل عباس“ ہے جو بغیر خوشبو والا ہے، یہ گلابی، سفید، زرد اور نیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ یہ سال بھر دستیاب ہے۔

پھولوں کے تصور، خوبصورتی، خوشبو، رنگوں اور فوائد سے انسان کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔



I. الفاظ و معانی:

فرحت	=	مسرت
طراوٹ	=	تازگی
اٹوٹ	=	نہ ٹوٹنے والا
آرائش و زیبائش	=	بناؤ سنگھار
گلیوشی	=	پھول پہنانا
عطر کشید کرنا	=	پھول سے عطر بنانا
بیرونی ممالک	=	باہر کے ممالک
تحفتاً	=	تحفے کے طور پر
اقامت گاہ	=	ٹہرنے کی جگہ
موذی	=	تکلیف دینے والا
دیر پا	=	دیر تک رہنے والا
تہواروں	=	عید اور جشن
فشار خون	=	بلڈ پریشر (خون کا دباؤ)
کاشت کاری	=	زراعت

II. ان سوالات کے جوابات ایک جملے میں لکھئے:

- ۱) کس کے نام سے دل و دماغ کو فرحت محسوس ہوتی ہے؟
- ۲) پھول کس کی نشانی ہے؟
- ۳) شادی بیاہ میں کس چیز پر لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں؟
- ۴) پھل کس سے بنتا ہے؟
- ۵) چند ایک خوشبودار پھولوں کے نام گنائیے؟

III. ان کے تفصیلی جواب لکھئے:

- (۱) گلاب کے بارے میں چند جملے لکھئے؟
- (۲) موگرا پھول کے فوائد بتائیے؟
- (۳) چنبیلی کے پھولوں سے کیا کیا تیار کیا جاتا ہے؟
- (۴) گل شببو کے دوسرے نام بتاتے ہوئے ان کے طریقہ استعمال بھی بتائیے؟
- (۵) سورج مکھی کی خصوصیات بتاتے ہوئے اس کے فوائد بتائیے؟

IV. ان جملوں کو مناسب الفاظ سے مکمل کیجئے:

- (۱) پھول ہمارے دل کو..... بچھتے ہیں۔
- (۲) پھول انسانی زندگی کا..... حصہ ہیں۔
- (۳)..... کا تو پھولوں کے بغیر تصور بھی محال ہے۔
- (۴) پھول ہی سے..... بنتے ہیں۔
- (۵)..... پھولوں کا راجا ہے۔
- (۶) موگرا کو..... بھی کہتے ہیں۔
- (۷) سورج مکھی..... سے ہندوستان لایا گیا ہے۔

V. ان کی اضداد لکھئے:

خوشبو، لذیذ، مفید، مقبول، موذی

VI. ان کی جمع لکھئے:

غذا، ملک، قسم، پتی، عطر، دوا، مرض

VII. ان کے واحد لکھئے:

سینکڑوں، تھواروں، بیجوں، جلوسوں

IX. فہرست الف اور ب میں مناسب جوڑ لگائیے:

”ب“	”الف“
(i) بٹ موگرا بھی اسی کی ایک قسم ہے۔	(1) گلاب
(ii) دنیا کا سب سے قیمتی عطر ”جوائے“	(2) چمپا
(iii) فشار خون کو کم کرتا ہے۔	(3) چنبیلی
(iv) پھولوں کا راجا کہلاتا ہے۔	(4) جاسوت
(v) انڈونیشیا سے ہندوستان آیا۔	(5) موگرا

عملی کام:

اپنے ماحول میں پائے جانے والے مزید پھولوں کے نام ، ان کی خصوصیات پر معلومات جمع کریں۔

قواعد

۸۔ حروف تاکید: حروف تاکید سے مراد وہ حروف ہیں جو تاکید کے لئے استعمال کئے جائیں۔

مثالیں:

- (1) خبردار، وہاں نہ جاؤ، وہاں جنگلی درندے رہتے ہیں۔
 - (2) تم یہ ہرگز نہیں کرو گے۔
- یہاں ”خبردار“ ”ہرگز“ حروف تاکید ہیں۔
- حروف تاکید کی مثالیں: خبردار، ہوشیار، زہار، ہرگز، ضرور، البتہ۔

III. حروف تخصیص:

حروف تخصیص سے مراد وہ الفاظ ہیں جو معنی میں یا کیفیت میں زور پیدا کرنے کا سبب ہوتے ہیں۔

مثالیں:

1. تو نے حبیب ہی کو دیکھا۔
 2. فاضل تو وہاں نہیں تھا۔
 3. امجد نے بھی تو آم کھایا۔
 4. ایک انسان ہی نہیں ہر مخلوق اللہ کی محتاج ہے۔
 5. اس کا سفر کلبرگی سے وجیا پور تک تھا۔
- حروف تخصیص کی مثالیں: ہی، تو، بھی، ایک، تک، وغیرہ۔

IV. حروف فجائیہ:

حروف فجائیہ وہ الفاظ ہیں جن سے ہمارے جذبات اور کیفیات کا اندازہ ہو یا جوش و جذبہ میں بے اختیار ادا ہو جائیں۔

مثالیں:

1. اف! کس غضب کی گرمی ہے۔
2. ماشاء اللہ! کیا خوب پڑھتے ہو۔
3. یا اللہ! رحم کر۔

حروف فجائیہ کی قسمیں:

- | | |
|------------------|----------------|
| (۱) حروف انبساط | (۲) حروف افسوس |
| (۳) حروف تحسین | (۴) حروف نفریں |
| (۵) حروف استعجاب | (۶) حروف تنبیہ |
| (۷) حروف ندا | |



سبق: 14



قطعات

میر تقی میر

{۱}

سحر گوشِ گل میں، کہا میں نے جا کر
کھلے بندوں مرغِ چمن سے ملا کر
لگا کہنے فرصت ہے یاں یک تبسم
سو وہ بھی گریباں میں منہ کو چھپا کر

{۲}

کل پاؤں ایک کاسہ سر پر جو آگیا
یکسر وہ استخوان شکستوں سے چور تھا
کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہ بے خبر
میں بھی کبھو کسو کا سر پر غرور تھا

قطعہ: قطعہ وہ صنفِ نظم ہے جس میں کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ اکیس اشعار ہوں اور وہ سب شعر مضمون کے لحاظ سے سلسلہ وار ہوں۔ اس کے پہلے شعر میں بالعموم قافیہ نہیں ہوتا۔



تخلیق کار:-

عہد متوسطین جو اردو شاعری کا زریں دور کہلاتا ہے۔ میر اس دور کے مشہور شاعر ہیں۔ میر تقی میر اکبر آباد (آگرہ) میں 1764ء میں پیدا ہوئے، والد ایک صوفی تھے۔ ان کے انتقال کے بعد میر تلاش معاش کے سلسلہ میں دلی چلے آئے اور وہیں مقیم ہو گئے۔ میر کو خدائے سخن کہا جاتا ہے۔ میر کی غزل لا جواب ہے، سوز و گداز، اثر اور غم ان کے کلام میں موجود ہے۔ آج تک ان کی کامیاب تقلید نہیں ہو سکی۔ 1810ء میں ان کی وفات ہوئی۔

I. الفاظ و معنی:

گوشتہ	=	کنارہ، علیحدہ
سُخّر	=	صبح
تبسم	=	مسکراہٹ، ہلکی ہنسی
استخوان	=	ہڈی
غرور	=	فخر، تکبر، اکڑ
کبھو	=	کبھی (قدیم اردو، اب متروک ہے)
کسو	=	کسی، کوئی (قدیم اردو، اب متروک ہے)
فرصت	=	فارغ وقت، بے کاری
یاں	=	یہاں کا مخفف (شاعری میں ہلکی سی رد و بدل کی اجازت ہوتی ہے)

II. مرکبات:

گوشِ گل = پھولوں کے کان مراد پھول کے قریب ہو کر کہا۔

مرغ چمن	=	باغ کا پرندہ
کاسہ سر	=	سر کی کھوپڑی جو فقیروں کے ہاتھ میں رہنے والے ظرف کی طرح ہوتی ہے۔
شکستہ	=	ٹوٹی ہوئی
بے خبر	=	جسے کچھ پتہ نہ چلے۔

III. مختصر جواب لکھئے:

- (۱) صبح شاعر نے گوش گل میں کیا کہا؟
- (۲) کاسہ سر نے اپنے اُوپر پاؤں رکھنے والے سے کیا کہا۔

IV. مثال کے مطابق تراکیب بنائیے:

- مثال: زمانے کی شکایت = شکایتِ دوراں
- (۱) زندگی کا غم = ...
 - (۲) دل کا درد = ...
 - (۳) مسرت کا اظہار = ...

☆☆☆



ڈراما:

آزمائش

محمد مجیب

(آخری ایکٹ)

رام سہائے مل کے مکان میں ایک چھوٹا سا دالان۔ رات ہو گئی ہے۔ ڈیوٹ پر ایک دیا جل رہا ہے۔ رام سہائے مل اسی روشنی میں کھانا کھا رہا ہے۔ بھاگ وتی، اس کی بیوی، آنچل سے منہ بند کئے کھڑی ہے، اس کو پکھا جھل رہی ہے اور چپکے چپکے رو رہی ہے۔ رام سہائے مل کو اس کے رونے کا احساس نہیں ہے اور وہ کھانا کھا رہا ہے۔

رام سہائے مل : کہو، آج پانی کافی مل گیا؟
 بھاگ وتی : (روہانسی آواز میں) ابھی شام کو رام پر شاد لے آیا۔ بہت دور جانا پڑا، آس پاس کے کنوؤں میں لاشیں پڑی ہیں۔

رام سہائے مل : رام رام، رام رام..... (اس کی طرف دیکھ کر) مگر تم رو کیوں رہی ہو؟
 بھاگ وتی : میرا بھی مرجانے کو جی چاہتا ہے۔

رام سہائے مل : کیوں، تم کیوں بیٹھے بیٹھے جان سے بیزار ہو گئی ہو؟
 بھاگ وتی : کیا بتاؤں؟

رام سہائے مل : پر ماتما کا شکر ادا کرو۔ اتنی بڑی مصیبت آئی اور گزر گئی۔
 بھاگ وتی : ہاں۔

رام سہائے مل : مگر ابھی بہت چوکس رہنا ہے۔ دیکھتی رہنا دروازے سے پہرے والے نہ ہٹیں۔

بھاگ وتی : نہیں میں تو برابر چکر لگا رہی ہوں۔

رام سہائے مل : اور کوئی اندر نہ آنے پائے۔ مرد، عورت، بچہ۔

بھاگ وتی : نہیں، قصور ہوگا تو میرا ہوگا۔ میں کہہ دوں گی کہ میں نے آپ کو بتائے بغیر کیا ہے۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ جان پہچان کی کوئی عورت یا بچہ پناہ مانگے اور میں اسے پناہ نہ دوں۔

رام سہائے مل : (بھاگ وتی کو دیر تک غور سے دیکھ کر) معلوم ہوتا ہے کہ تم نے مجھے بتائے بغیر کسی کو گھر میں چھپا لیا ہے۔ اب تو ہماری جان پر ماما کی دیا سے ہی بچ سکتی ہے..... تمہارا دل اتنا کمزور ہے تو تم مجھے کیوں نہیں بلا لیتی ہو؟

بھاگ وتی : میں چاہتی ہوں کہ آپ کو معلوم ہی نہ ہو؟

رام سہائے مل : یہ کون مانے گا کہ میرے گھر میں آدمی چھپے ہوئے ہیں اور مجھے معلوم نہیں۔

بھاگ وتی : آدمی نہیں، لاوارث عورتیں اور بھوکے پیاسے بچے!

رام سہائے مل : کس کی عورتیں، کس کے بچے؟

بھاگ وتی : یہ میں پوچھتی ہی نہیں ہوں۔

رام سہائے مل : یا پوچھا ہے اور مجھے بتانا نہیں چاہتی ہو۔ ہمارے محلہ میں ایسے لوگ ہیں ہی نہیں جنہوں نے بغاوت میں حصہ لیا ہو۔ یہ عورتیں اور بچے تو باہر سے آئے ہوں گے۔

(بھاگ وتی زمین پر بیٹھ کر اور اپنا منہ بند کر کے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی ہے)

بتاؤ تو یہ ہیں کون؟ کبھی پوچھتا چھو تو میں جواب دے سکوں۔

(بھاگ وتی سر ہلاتی ہے) اچھا نہ بتاؤ۔ (خاموشی) جب لڑائی ہو رہی تھی تو تمہاری زبان پر تین چار نام رہا کرتے تھے.....

..... بخت خان کی آل اولاد یہاں تھی ہی نہیں، سدھاری سنگھ بھی باہر کا آدمی ہے..... کیا کسی مسلمان عورت کو پناہ دی ہے؟

.....ہندو عورتوں میں تو تمہارے رانی کشن کنور سے تعلقات تھے۔

نہار سنگھ روپیہ وصول کرنے آنا چاہتا تو زمین تیار کرنے پہلے اسی کو بھیجتا تھا.....
مگر کیا معلوم کہ رانی بلجھ گڈھ میں ہے یا یہاں۔ بہر حال، جہاں بھی ہو، کوئی نہ کوئی
اس کا پتہ دے گا ضرور..... اگر نہار سنگھ کو پکڑ لیا ہے تو شاید اس کی تلاش نہ
کریں۔

بھاگ وتی : پکڑ لیا ہے! (پھر زور سے روتی ہے)
رام سہائے مل : پکڑ لیا ہے تو اب تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کے برابر سونا دے کر اسے مول لینا
چاہو تو نہ دیں گے..... رانی کشن کنور نے تمہارے یہاں پناہ لی ہے.....
بے چاری! (رام سہائے سے اب اور کھایا نہیں جاتا برتن سامنی سے کھسکا دیتا
ہے، پانی پینا چاہتا ہے مگر پیالہ دیر تک ہاتھ میں لئے رہتا ہے اور پی نہیں پاتا)
کیا بہت رو رہی ہے؟

بھاگ وتی : (سر ہلا کر) نہیں، اس کا افسوس کر رہی ہے کہ جہادی عورتوں کے ساتھ میدان
میں نہیں گئی اور ماری نہیں گئی۔
رام سہائے مل : رام، رام، کیا ہمت ہے۔ اس کو اچھی طرح رکھنا، میں بھی اس کے درشن کروں
گا..... اس کا ہمارے گھر میں رہنا کچھ ایسا خطرناک نہیں، مسلمان عورت کی بات
اور ہے۔

بھاگ وتی : ایک مسلمان بہن بھی ہے۔
رام سہائے مل : ہائے! کون؟
بھاگ وتی : سلسلی۔
رام سہائے مل : ارے وہی یوسف میاں کی منگیتر؟ وہ تو مورچوں پر لڑی بھی تھی۔
بھاگ وتی : ہاں اس نے گھروں کی چھتوں پر سے بھی گولی چلائی۔ رانی کشن کنور بھی اس کے
ساتھ بندوق چلا رہی تھیں۔ پھر وہ زخمی ہو گئی۔ رانی کشن کنور نے نہ جانے کس

طرح اس کو یہاں پہنچایا، میں تو سمجھتی تھی کہ مر جائے گی، مگر اب بھلی چنگی ہے۔ سوچ رہی ہے کہ کسی طرح دلی سے نکل جائے اور بخت خاں کی فوج میں مل جائے۔ رانی کشن کنور کہتی ہیں کہ وہ بھی ساتھ جائیں گی۔

رام سہائے مل : دیکھو، یہ نہیں ہو سکتا۔ میں اس پر تیار ہوں کہ وہ یہاں چھپی رہیں، اور جب خطرہ نہ رہے تو چپکے سے چلی جائیں۔ وہ یہاں سال بھر تک رہیں، مگر باہر جا کر پھر کہیں لڑائی میں شامل ہوئیں تو تم پکڑی جاؤ گی، اور مجھے تو ضرور پھانسی ہو جائے گی..... اور یوسف میاں کو کیا ہوا؟

بھاگ وتی : سلمیٰ کو کچھ معلوم نہیں۔

رام سہائے مل : اور تم کو معلوم ہوگا تو بتاؤ گی نہیں۔

بھاگ وتی : سنا ہے کہ وہ آخر وقت تک لڑتے رہے۔ اردو بازار میں کسی گورے نے ایک عورت کے ساتھ بدتمیزی کی تھی اسے جان سے مار دیا۔ اس میں نہ جانے کتنے پکڑے گئے، مگر وہ نہیں تھے۔ کہتے ہیں کہ اب اردو بازار پر گولہ باری ہوگی۔ ایک مکان بھی کھڑا نہ چھوڑا جائے گا۔

رام سہائے مل : اب پر ماتما بچائے ہم سب کو۔

(ایک عورت گھبرائی ہوئی اندر آتی ہے اس کے منہ سے بات نہیں نکلتی۔ پھر ایک ملازم آتا ہے)

ملازم : سرکار.....! دروازے پر چار سپاہی آئے ہیں۔ کہتے ہیں دروازہ کھولو، ہم تلاشی لیں گے۔

رام سہائے مل : میرے گھر میں نہیں آسکتے۔ میرے پاس امان کا پروانہ ہے۔

ملازم : وہ ہماری بات نہیں مانیں گے۔

بھاگ وتی : پروانہ میرے پاس ہے۔ چلو میں دکھا دوں گی۔

رام سہائے مل : تم کہاں جاؤ گی؟

بھاگ وتی : میں نہیں جاؤں گی تو اور کون جائے گا؟ میں نے مشہور کر دیا ہے کہ آپ انگریز
کمانڈروں سے بات چیت کر رہے ہیں، گھر پر نہیں ہیں۔

رام سہائے مل : نہیں، تم بیٹھو، میں جاتا ہوں۔

(بھاگ وتی جلدی سے دیا بھاگ کر بھاگ جاتی ہے۔ رام سہائے مل اندھیرے میں
بیٹھا رہتا ہے۔ کچھ دیر بعد دائیں طرف سے بھاگ وتی اگلے پاؤں چلتی ہوئی نظر
آتی ہے۔ چار سپاہی اسے سنگینوں سے دھمکا رہے ہیں۔ پہلا سپاہی ان کا سردار
معلوم ہوتا ہے)

پہلا سپاہی : بتا کہاں ہیں وہ دونوں!

بھاگ وتی : (سہمی ہوئی رو ہانسی، مگر بہت دبی آواز میں) یہاں کوئی نہیں چھپا ہے۔

پہلا سپاہی : یہاں دو عورتیں چھپی ہیں۔ ہمارے آدمیوں نے انہیں گولی چلاتے دیکھا، پھر وہ

بھاگ کر اس گھر میں آتے دیکھی گئیں۔ رام سرن اس عورت کو لے جا کر دیوار
کے ساتھ کھڑا کرو، باقی تین آدمی فائر کرو۔

(رام سرن بھاگ وتی کی طرف بڑھتا ہے)

رام سہائے مل : ارے تمہیں شرم نہیں آتی۔ ایک بے قصور عورت کو اس طرح مار رہے ہو۔

پہلا سپاہی : اچھا! لالہ جی چھپے بیٹھے ہیں، سوچا تھا لالائے ہم سب کو بہلا پھسلا کر رخصت کر دے

گی۔ رام سرن.....! کھڑا کرو انہیں بھی لالائے کے ساتھ۔

بھاگ وتی : (چلا کر) ارے مجھے مار ڈالو، انہیں چھوڑ دو!..... یہ بالکل کچھ نہیں جانتے!

..... ارے یہ بالکل بے قصور ہیں۔

پہلا سپاہی : اچھا یہ بے قصور ہیں تو تمہیں تو معلوم ہے کہ دونوں عورتیں کہاں چھپی ہیں۔

بھاگ وتی : (ویسے ہی چلا کر) ارے! انہیں چھوڑ دو! ہائے میری قسمت! یہ بالکل کچھ نہیں

جانتے۔ ہائے! ہائے!

(اسٹیج کے دائیں طرف کے کونے سے سلمیٰ اور کشن کنورا اندر آتی ہیں)

- سلمیٰ : ان دونوں کا پیچھا چھوڑ دو۔ ہم آگئے ہیں ہمیں جو سزا چاہو دے دو۔ سیٹھ صاحب اور ان کی بیوی بالکل بے قصور ہیں۔
- پہلا سپاہی : (سلمیٰ اور کشن کنور کو غور سے دیکھنے کے بعد) مجھے تو تم اسی گھرانے کی عورتیں معلوم ہوتی ہو۔
- کشن کنور : ان دونوں کو چھوڑ دو۔ ہم تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہیں۔ شہر میں ہزاروں آدمی ہمیں پہچان لیں گے۔
- پہلا سپاہی : ہاں، میں تم کو لے کر باہر چلا جاؤں اور اس دوران میں اصلی مجرم نکل جائیں۔
- سلمیٰ : تمہاری مرضی، بے گناہوں کا خون کرنا تو تمہارا کام ہے ہی۔
- پہلا سپاہی : اچھا تو بتاؤ، کیا نام ہیں تمہارے؟
- سلمیٰ : سلمیٰ۔
- کشن کنور : کشن کنور۔
- پہلا سپاہی : تم اپنے جرم کا اقبال کرتی ہو؟
- سلمیٰ : ہم نے کوئی جرم نہیں کیا۔ ہم اپنے ملک کے لئے اپنے بادشاہ کی طرف سے لڑے ہیں۔
- پہلا سپاہی : تم لڑائی میں شریک ہوئی ہو؟
- سلمیٰ : ہم دل و جان سے شریک ہوئے، ہم نے دوسروں کو لڑنے پر آمادہ کیا، ہم مورچوں پہ لڑے، ہم نے دشمنوں کو مارا۔
- کشن کنور : ہمیں افسوس اس کا ہے کہ اس سے زیادہ نہ کر سکے۔
- پہلا سپاہی : تو جاؤ کھڑی ہو جاؤ دیوار سے لگ کر۔
- سلمیٰ : ہم دیوار سے لگ کر کیوں کھڑے ہوں؟ ہم صحن میں کھڑے ہوں گے اور تمہاری بندوقوں پر ہنسیں گے۔
- پہلا سپاہی : تو چلو کھڑی ہو جاؤ! اسی بات پر۔

(سلمیٰ اور کشن کنور بیچ صحن میں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ پہلے سپاہی کے اشارے پر

تین سپاہی ان سے تین چار قدم ہٹ کر اور ایک گھٹنے کوزمین سے ٹیک

تانتے ہیں۔ بھاگ وتی چیخ مار کر سپاہیوں اور دونوں عورتوں کے بیچ میں آ جاتی

ہے۔ مگر غش کھا کر گر پڑتی ہے۔ سپاہی بندوقیں تانے رہتے ہیں، مگر انہیں فار

کرنے کا حکم نہیں ملتا۔ سلمیٰ کے چہرے پر مسکراہٹ ہے اور وہ بندوقوں کی طرف

دیکھتی رہتی ہے۔ کشن کنور کی نظر آسمان کی طرف ہے، اس کے چہرے پر وجہ کی

کیفیت ہے۔ سپاہی فار نہیں کرتے ایک بارگی پہلا سپاہی گھٹنوں پر بیٹھ جاتا ہے)

: (ہاتھ جوڑ کر) ہماری خطا معاف کیجئے۔ ہم صرف اس کا یقین کرنا چاہتے تھے کہ

آپ وہی ہیں جنہیں ڈھونڈ کر لانے کا حکم دیا گیا تھا۔

(تقدیر کے اس انقلاب کو برداشت کرنا سلمیٰ اور کشن کنور کے بس میں نہیں۔ کشن

کنور چیخ مار کر گر پڑتی ہے۔ سلمیٰ کی آنکھیں چڑھ جاتی ہیں،

ہاتھ پاؤں جواب دے دیتے ہیں اور وہ زمین پر ڈھیر ہو جاتی ہے)۔

: ظالمو!..... اب کب تک ان بیچاروں کو ستاؤ گے؟ ارے مارنا ہے تو ایک دفعہ مار دو۔

: (انتہائی ندامت کے انداز میں) ہم انہیں تکلیف دینا نہیں چاہتے تھے، ان کے

دل کی آرزو پوری کرنا چاہتے تھے۔ ہمیں جنرل بخت خاں نے انگریزی فوج کی

وردیاں پہنا کر بھجوا یا ہے کہ انہیں جلد سے جلد تلاش کر کے ان کے پاس پہنچا دیں۔

ہم نے ان کو صحیح سلامت نہیں پہنچایا تو ہمیں گولی مار دی جائے گی، یا انگریز ہمیں پکڑ

کر پھانسی دے دیں گے۔ (بھاگ وتی اس دوران میں اٹھ کھڑی ہوتی ہے، اور

کشن کنور اور سلمیٰ کے منہ پر پانی کے چھینٹے دیتی ہے اور ان کے سر سہلاتی ہے)۔

: اٹھو پیاری، تمہارے بخت خاں نے تمہیں بلایا ہے۔ اپنے پیاروں کا بدلہ لو، اپنے

ملک کی آبرو بڑھاؤ!۔ (آہستہ آہستہ سلمیٰ اور کشن کنور کو ہوش آتا ہے۔ وہ اٹھ کر

بیٹھتی ہیں۔ بھاگ وتی انہیں پانی پلاتی ہے)۔

کر بندوقیں

پہلا سپاہی

رام سہائے مل

پہلا سپاہی

بھاگ وتی

پہلا سپاہی : آپ سے، پھر سے قدموں پر گر کر معافی مانگتا ہوں۔ (سلمیٰ اور کشن کنور مسکرا دیتی ہیں) مگر ابھی ایک اور گستاخی کرنا ہے۔ ہم آپ کو شہر کے باہر صرف قیدی بنا کر لے جاسکتے ہیں۔ ہمیں آپ کی مشکلیں کسنا ہوں گی اور گلے میں رسیاں باندھنی ہوں گی۔ (سلمیٰ اور کشن کنور ایک دوسرے کی طرف دیکھتی ہیں۔ پھر دونوں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ سپاہی جلدی جلدی ان کی مشکلیں کستے ہیں اور گلے میں پھندا ڈالتے ہیں۔ پھر ایک سپاہی آگے، دو پیچھے انٹشن ہو جاتے ہیں۔ پہلا سپاہی روائی کا حکم دیتا ہے۔)

تخلیق:

ڈراما ایک صنفِ ادب ہے۔ لفظ ڈراما ”ڈراؤ“ یونانی زبان سے مشتق ہے جس کے معنی کر کے دکھانے کے ہیں۔ ڈراما کے لئے اسٹیج کا ہونا ضروری ہے۔ ڈراما کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ اس میں ہر بات مکالمہ کے ذریعہ پیش کی جاتی ہے۔

I. لفظ و معنی:

دیا	=	چراغ
آنچل	=	پلو
پر ماتما	=	بھگوان
چوکس	=	چوکنا، ہوشیار
وجد	=	بے خودی، جوش
قصور	=	خطا
بغاوت	=	سرکشی، نافرمانی
کھسکانا	=	ہٹانا

پیالہ	=	جام، گلاس
جہادی	=	دین کی حمایت میں لڑنے والا
ظالم	=	ظلم کرنے والا
منگیتر	=	وہ لڑکا یا لڑکی جس سے منگنی (نسبت) ہوئی ہو۔
پھانسی	=	سزائے موت
امان	=	پناہ
پروانہ	=	حکم نامہ، اجازت نامہ
سنگین	=	ایک نوک دار ہتھیار جو بندوق پر چڑھایا جاتا ہے۔
دھمکانا	=	ڈرانا
رخصت	=	واپسی
مجرم	=	قصور وار
خطا	=	غلطی
وردی	=	فوجی لباس
ندامت	=	شرمندگی
بے چاری	=	مجبور عورت
درشن کرنا	=	دیدار کرنا
سہا ہوا	=	ڈرا ہوا
فار کرنا	=	بندوق چلانا
جرم کا اقبال کرنا	=	جرم تسلیم کرنا، جرم قبول کرنا
غش کھانا	=	بے ہوش ہونا
پھوٹ پھوٹ کر رونا	=	بہت آنسو بہانا
گھٹنے ٹیکنا	=	شکست مان لینا
بندوق تاننا	=	نشانہ باندھنا

II. مرکب الفاظ:

پنکھا جھلنا	=	پنکھا کرنا
روہانسی آواز	=	آنسو بھرنے والی آواز
پہرہ دار	=	چوکیدار، محافظ
آل اولاد	=	بال بچے
بھلی چنگی	=	تندرست
گولہ باری	=	توپ سے گولے داغنا

III. ہم آواز الفاظ کے معنی لکھئے:

دیا	:	دیا
خطرہ	:	قطرہ
وصول	:	اُصول
پتہ	:	پتا
سونا	:	سونا
گلا	:	گلہ
خطا	:	قطعہ

IV. ایک جملے میں جواب لکھئے:

- ۱) رام پرشاد کو پانی لانے کے لئے بہت دور کیوں جانا پڑا؟
- ۲) رام سہائے مل پر ماتما کا شکر کیوں ادا کرنا چاہتا ہے؟
- ۳) رام سہائے اپنی بیوی کو چوکس رہنے کے لئے کیوں کہہ رہا ہے؟

- (۴) یوسف میاں کی منگیتر کون ہے؟
 (۵) رام سہائے کے دروازے پر کتنے سپاہی آئے تھے؟
 (۶) اردو بازار میں کس نے بدتمیزی کی؟

V. ان کے جوابات دو یا تین جملوں میں لکھئے:

- (۱) بھاگ وتی کے مطابق بغاوت میں کن لوگوں نے حصہ لیا؟
 (۲) مورچوں پر سلمیٰ نے کس طرح انگریزوں کا مقابلہ کیا؟
 (۳) اردو بازار میں کیا واقعہ پیش آیا؟
 (۴) سپاہیوں نے سلمیٰ اور کنور کو کس طرح اپنی گرفت میں لیا؟
 (۵) پہلے سپاہی نے اپنی خطا کی معافی مانگتے ہوئے کیا ماجرا سنایا؟
 (۶) سلمیٰ اور کنور کو قیدی بنا کر پہلا سپاہی شہر سے باہر کیوں لے جانا چاہا؟

VI. متن کے حوالے سے وضاحت کیجئے:

- (۱) ”ہم آگئے ہیں ہمیں جو سزا چاہے دے دو۔“
 (۲) ”بے گناہوں کا خون کرنا تو تمہارا کام ہے ہی۔“
 (۳) ”اپنے پیاروں کا بدلہ لو، اپنے ملک کی آبرو بڑھاؤ۔“
 (۴) ”ایک بے قصور عورت کو اس طرح مار رہے ہو۔“

قواعد

۱۔ حروف انبساط:

وہ الفاظ جن سے مسرت اور خوشی کا اندازہ ہو۔

حروف انبساط: سبحان اللہ، واللہ، واہ، آہا، ہُرا وغیرہ

مثالیں:

1. سبحان اللہ! کیا انداز ہے
2. واللہ! میں نے ایسا نہیں کہا تھا۔
3. واہ! کیا کہنے۔
4. آہا! آخر آپ آہی گئے۔
5. ہُرا! ہم جیت گئے۔

۲۔ حروف افسوس:

وہ الفاظ جن سے رنج و غم کا اظہار ہوتا ہو یا غم کے موقع پر بے اختیار ادا ہو جائیں۔

حروف افسوس: حیف، ہائے، آہ، اللہ، اُف، وائے وغیرہ

مثالیں:

1. حیف! وہ دوست نہ رہا۔
2. ہائے! میں لٹ گیا۔
3. آہ! یہ سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔
4. اللہ! یہ کون ظالم آدمی ہے۔
5. اف! کتنا کٹھور ہے۔
6. وائے ناکامی!

☆☆☆



کلاسیکی غزلیں

غزل

خواجہ میر درد

تہمتِ چند اپنے ذمے دھر چلے جس لیے آئے تھے، سو ہم کر چلے
 زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے
 کیا ہمیں کام ان گلوں سے اے صبا! ایک دم آئے ادھر ادھر چلے
 شمع کے مانند، ہم اس بزم میں چشم تر آئے تھے، دامن تر چلے
 ڈھونڈتے ہیں آپ سے اس کو پرے شیخ صاحب چھوڑ گھر، باہر چلے
 ساقیا! یاں لگ رہا ہے چل چلاؤ جب تک بس چل سکے، ساغر چلے
 درد! کچھ معلوم ہے، یہ لوگ سب کس طرف سے آئے تھے کیدھر چلے

تخلیق کار: خواجہ میر درد (پیدائش 1720ء وفات 1785ء)

خواجہ میر درد دلی کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک صوفی خاندان کے فرد تھے اور ایک صوفی شاعر تھے۔ ان کا کلام صوفیانہ خیالات کا بہترین نمونہ ہے۔ درد کا کلام بہت کم ہے لیکن درد اور پُراثر ہے وہ ایک خوددار طبیعت کے مالک تھے جس کا عکس ان کے کلام میں دیکھا جاسکتا ہے۔ انہوں نے صبر و قناعت سے زندگی گزاری۔ درد عہد زریں کے ایک مشہور شاعر تھے۔ میر، سودا، وغیرہ ان کے ہم عصر شعرا تھے۔

I. الفاظ و معانی:

سیلاب عذاب	=	طوفان
صبح کی ٹھنڈی ہوا	=	صبا
شراب پلانے والا	=	ساقیا
ملا، واعظ	=	شیخ
جام، پیالہ	=	ساغر
محفل	=	بزم
وہ	=	سو
دور	=	پرے
گود	=	دامن
پھولوں	=	گلوں

II. ایک جملے میں جواب لکھئے:

- (۱) شاعر اپنے ذمہ کیا دھر چلا؟
- (۲) شاعر زندگی کو کس سے تشبیہ دے رہا ہے؟
- (۳) شاعر ساقیا کو کیا ہدایت دے رہا ہے؟
- (۴) شاعر اس بزم میں کس طرح آئے تھے اور کس طرح چلے؟
- (۵) اس دنیا کے لوگ کس طرف سے آئے اور کدھر چلے؟

III. درج ذیل اشعار کی تشریح کیجئے:

- | | |
|---------------------------------|--------------------------------|
| (۱) تہمت چننا اپنے ذمے دھر چلے | جس لیے آئے تھے، سو ہم کر چلے |
| (۲) شمع کے مانند، ہم اس بزم میں | چشم تر آئے تھے دامن تر چلے |
| (۳) زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے | ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے |

VI. درد کی اس غزل میں ردیف کی نشاندہی کیجئے اور قافیوں کی فہرست بنائیے۔

V. بے ترتیب مصرعوں کو ترتیب دیجئے:

- (۱) دامن تر آئے تھے، چشم تر چلے
- (۲) شیخ صاحب چھوڑا ہر گھر، چلے
- (۳) ہم تو اس مر کے ہاتھوں جینے چلے
- (۴) اے صبا! ان گلوں سے ہمیں کیا کام



غزل

حسرت موہانی

بھلاتا لاکھ ہوں لیکن برابر یاد آتے ہیں
الہی ترک الفت پر وہ کیوں کر یاد آتے ہیں

نہ چھیڑا اے ہم نشیں کیفیتِ صہبا کے افسانے
شراب بے خودی کے مجھ کو ساغر یاد آتے ہیں

رہا کرتے ہیں قیدِ ہوش میں اے وائے ناکامی
وہ دشتِ خود فراموشی کے چکر یاد آتے ہیں

نہیں آتی تو یاد ان کی مہینوں تک نہیں آتی
مگر جب یاد آتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں

حقیقت کھل گئی حسرت تڑے ترکِ محبت کی
تجھے تو اب وہ پہلے سے بھی بڑھ کر یاد آتے ہیں

تخلیق کار



سید فضل الحسن نام اور حسرت تخلص تھا۔ 1875ء میں قصبہ موہان (یوپی) میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی علی گڑھ سے بی اے پاس کیا۔ طالب علمی ہی کے زمانے سے شاعری کا ذوق تھا۔ حسرت نے غزل کو ایک نیا رنگ دیا اور اس میں نئی روح پھونکی آپ کا نعرہ ”انقلاب زندہ باد“ بہت مشہور ہے، جنگ آزادی کے سلسلے میں جیل بھی جانا پڑا، ان کا یہ شعر اس سلسلے میں بہت مشہور ہے:

ہے مشق سخن جاری چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشہ ہے حسرت کی طبیعت بھی

1951ء میں وفات پائی۔

I. الفاظ و معانی:

صہبا	=	ایک قسم کی لال شراب
ساغر	=	شراب کا پیالہ
دشت	=	جنگل، بن
حقیقت	=	اصل، بنیاد، سچائی

II. مرکب الفاظ:

ترک الفت	=	محبت ترک کر دینا
ہم نشین	=	مصاحب، ساتھی

III. واحد جمع:

کیفیت	+	کیفیات
حقیقت	+	حقائق
حق	+	حقوق
شاعر	+	شعراء

IV. اعداد:

بھول	x	یاد
خودی	x	بے خودی
حقیقت	x	فسانہ، مجاز

V. مختصر جوابات لکھئے:

- (۱) شاعر محبوب کو لاکھ کوشش کے بعد بھلا کیوں نہیں پایا؟
- (۲) شاعر کو محبوب کی کن باتوں نے متاثر کیا؟
- (۳) ترک الفت کے باوجود شاعر کو محبوب کیوں یاد آتا ہے؟

VI. ان اشعار کی تشریح کیجئے:

- (۱) بھلاتا لاکھ ہوں لیکن برابر یاد آتے ہیں الہی ترک الفت پر وہ کیوں کر یاد آتے ہیں
- (۲) نہ چھیڑے ہم نشیں کیفیت صہبا کے افسانے شراب بے خودی کے مجھ کو ساغر یاد آتے ہیں

VII. ان اشعار کی نثر بنائیے:

- (۱) نہیں آتی تو یاد ان کی مہینوں تک نہیں آتی مگر جب یاد آتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں
- (۲) حقیقت کھل گئی حسرت ترے ترک محبت کی تجھے تو اب وہ پہلے سے بھی بڑھ کر یاد آتے ہیں



سبق: 17



ڈائنوسارس (دنیا کا سب سے بڑا جانور)

ادارہ



ڈائنوسارس کا شمار دنیا کے بڑے جانوروں میں کیا جاتا ہے۔ اس جانور کے بارے میں بہت کم معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ اس کی صرف چند ہڈیاں دستیاب ہوئی ہیں، انہیں ہڈیوں پر چڑھا منڈھ کر اس کی شکل بنائی گئی ہے۔ یہ بڑے قد و قامت کے ہوتے ہیں۔ بڑے سے بڑا ڈائنوسارس سوفٹ اور چھوٹے سے چھوٹا کتے کے قد کے برابر ہوتا ہے۔ یہ آج سے دس کروڑ برس پہلے اس دنیا میں آباد تھے۔ اب بالکل ہی ناپید ہیں۔ اس کی شکل گرگٹ جیسی ہے، اس کا سر نہایت چھوٹا اور جسم کافی بھاری بھر کم ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ایک لمبی دم ہوتی ہے۔ یہ چار پاؤں والا جانور ہے۔ اس کے اگلے پاؤں چھوٹے اور آگے کی طرف ہیں۔ پچھلے پاؤں پر وہ اکثر کھڑا ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ جانور گوشت خور تھے اور بعض سبزی خور بھی تھے۔ بعض سائنس دانوں نے اس کی مختلف اقسام کا ذکر کیا ہے:

(۱) اسٹائی ریکوسارس:

یہ بھاری بھر کم گینڈے کی ساخت کا جانور ہے جس کے ماتھے پر ایک سینگ اور کانوں کے اوپر دو سینگ ہوتی تھیں۔ اس کی گردن پر دو بڑے کان ہوا کرتے تھے جنہیں کالر کہتے ہیں۔ کان کے حاشیہ پر چھوٹے بڑے کانٹوں کی قطاریں تھیں۔ ان بے شمار کانٹوں کی وجہ سے اسے سینگ والا ڈائینوسارس کہتے تھے۔

(۲) الاموسارس:

یہ سبزی خور خزندہ تھا۔ اس کی گردن کافی لمبی اور اڑدہ نہ تھی۔ درخت کی پتیاں آسانی سے کھا سکتا تھا۔ اس کی لہراتی ہوئی دم بھی کافی لمبی اور سانپ نما تھی۔ پیر ہاتھی کی طرح موٹے تھے۔ یہ چاروں پیروں پر چلتا تھا اس کے ابتدائی نقوش ٹکساس کے مشہور علاقے الامو میں دریافت ہوئے تھے۔ اس مناسبت سے اس کا نام الاموسارس رکھا گیا۔

(۳) ایڈفوسارس:

یہ تیسری قسم ہے۔ اس کی پشت پر بادبانی کشتی کی طرح چرمی پنکھا تھا ایڈفوسارس کا پنکھے نما کوہان حرارت کو جذب کرنے میں مدد دیتا تھا۔ یہ انڈے نہیں بچے دیتا تھا چہرہ مینڈک کی طرح اور جسم گرگٹ نما تھا۔ یہ بھی سبزی خور تھا۔

(۴) پیراسارولوفس:

یہ کنگرو نما جانور تھا۔ سبزی خور تھا اس کی قوت شامہ بہت تیز تھی۔ یہ ڈرپوک قسم کا ڈائینوسارس تھا۔ عموماً بڑے قد و قامت کے جانور اسے مار کر کھا لیتے تھے۔ اکثر گروہ بنا کر اس پر حملہ کیا کرتے تھے۔

(۵) ٹواو جنگو سارس:

چین کے ایک شہر کے نام سے اس کا نام موسوم ہے۔ اس کی ہڈیاں چین کے ایک شہر ٹواو جنگ میں دریافت ہوئی تھیں۔ اس کی جلد سبز رنگ کی تھی۔ پشت پر سر سے دم تک نوکدار چرمی کانٹوں کی دو قطاریں V کی شکل والی تھیں۔ یہ چار پیروں پر ریگنے والا سبزی خور خزندہ تھا۔ اس کی لمبائی سات یا آٹھ فٹ تھی۔ جسم فرہ بھیڑ کی طرح تھا۔

ان پانچوں اقسام کے علاوہ ڈائینوسارس کی اور بھی اقسام ہیں جن کے متعلق سائنس دانوں نے معلومات

فراہم کی ہیں۔ کچھ ان میں سبزی خور ہیں اور کچھ گوشت خور۔ ان کی عادتیں بھی مختلف ہیں، کچھ چار پیروں کو چلنے میں استعمال کرتے ہیں اور کچھ دو پیروں پر کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کے اگلے پیر چھوٹے ہوتے ہیں بعض کا وزن چھتا آٹھ ٹن ہوتا ہے۔ ان کی ہڈیوں سے ان کی لمبائی اور وزن کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ جب وہ کھڑا ہوتا ہے تو اس کی اونچائی بیس فٹ تک ہو سکتی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بعض ڈائینوسارس زمین پر چلتے تھے اور بعض سمندری تھے۔ جسمانی لحاظ سے ان کی تقسیم کی گئی ہے۔ اس حساب سے ان کی دو قسمیں ہیں۔ ڈائینوسارس کا موازنہ بعض موجودہ آبی جانوروں سے بھی کیا گیا ہے جیسے مگر مچھ اور کچھوئے وغیرہ۔ یہ جانور آبی ہیں اور زمین پر بھی پائے جاتے ہیں۔ بعض سائنس دان اس سے متفق نہیں ہیں۔ ان کو الگ ہی قسم کے جانوروں میں شمار کرتے ہیں۔

I. الفاظ و معانی:

دستیاب ہونا	=	حاصل ہونا، ملنا
منڈنا	=	چڑھانا، لگانا
قد و قامت	=	جسمانی شکل
ناپید	=	جس کا وجود نہ ہو
گوشت خور	=	گوشت کھانے والا
سبزی خور	=	پھل پتہ کھانے والا
ماتھا	=	پیشانی
ساخت	=	بناوٹ
خزندہ	=	جدید اصطلاح، ڈائینوسارس
اژدہا	=	بڑا سانپ
ابتدائی نقوش	=	سب سے پہلی معلومات

پشت	=	پیٹھ
کوبان	=	پیٹھ پر بنا ہوا چربی کا ابھار
قوتِ شامہ	=	سونگھنے کی طاقت
فر بہ	=	موٹا تازہ
بھیڑ	=	بکرا، دنبہ
آبی جانور	=	پانی میں رہنے والا جانور

II. ایک جملے میں جواب لکھئے:

- ۱۔ ڈائنوسارس کو کیا کہا جاتا ہے؟
- ۲۔ ڈائنوسارس کا شمار کیسے جانوروں میں ہوتا ہے؟
- ۳۔ بڑے ڈائنوسارس کا قد کتنا ہوتا ہے؟
- ۴۔ ڈائنوسارس کیسے کھڑا ہوتا ہے؟
- ۵۔ الاموسارس کے پیر کیسے ہوتے ہیں؟

III. دو یا تین جملوں میں جواب دیجئے؟

- ۱۔ ڈائنوسارس کی جسمانی ساخت کے بارے میں لکھئے۔
- ۲۔ ڈائنوسارس کی قسمیں لکھئے۔
- ۳۔ پیراسارولوفس کی خوبیاں لکھئے۔
- ۴۔ ٹواو جنگو سارس کا نام کیوں پڑا؟ اس کی کیا اوصاف لکھئے۔

IV. ان جملوں کو مناسب الفاظ سے مکمل کیجئے:

- ۱۔ ہڈیوں پر چھڑا..... کراس کی شکل بنائی گئی۔
- ۲۔ ڈانسو سارس کی شکل..... جیسی ہوتی ہے۔
- ۳۔..... پروہ اکثر کھڑا ہوتا ہے۔
- ۴۔ ماتھے پر..... اور کانوں کے اوپر..... ہوتی تھیں۔

V. ان کی ضد لکھئے:

دستیاب، بھاری بھر کم، سبزی خور، فربہ

VI. ان کے واحد لکھئے:

قطاریں، پتیاں، نقوش، اقسام، ہڈیاں

VII. ان کی جمع بنائیے:

شکل، جسم، جانور، سینگ، کانٹا، گردن

عملی کام:

اس سبق کی طرز پر اونٹ یا ہاتھی کے عنوان پر مضمون لکھئے۔

قواعد

۵۔ حروف استعجاب

استعجاب کے معنی تعجب کرنے کے ہیں لہذا حروف استعجاب سے مراد وہ الفاظ ہیں جن سے تعجب اور حیرت کا پتہ چلتا ہے۔

حروف استعجاب : ارے، ہائیں، کیا، یہ کیا، وغیرہ

- مثالیں:
1. ارے! تم اور یہاں۔
 2. ہائیں! یہ کیا ہو گیا۔
 3. کیا کہا! پھر سے کہو۔
 4. یہ کیا! ایسا بھی کرو گے۔

۶۔ حروف تنبیہ

تنبیہ کے معنی خبردار کرنے، تاکید کرنے کے ہیں۔ لہذا حروف تنبیہ سے مراد وہ الفاظ ہیں جو خبردار کرنے یا تاکید کرنے کے لیے استعمال کئے جاتے ہیں۔

حروف تنبیہ: خبردار، ہوشیار، سنو، دیکھو، سنبھلنا وغیرہ

- مثالیں:
1. خبردار، مجھ سے دور رہو!
 2. ہوشیار، آگے مت بڑھو!
 3. سنو، میں تم سے ہی کہہ رہا ہوں!
 4. دیکھو، آخری بار کہہ رہا ہوں!
 5. سنبھلنا، راستہ خطرناک ہے!



سبق: 18



رباعیات

راہی قریشی

{ ۱ }

یارب! تو دکھا عظمت و رفعت اپنی
عاصی سے نہ کر دور، عنایت اپنی
اک عمر گناہوں میں بسر کی لیکن
رکھ دے میرے اعمال میں برکت اپنی

{ ۲ }

سچ یہ ہے کہ جھوٹے کو دعا ملتی ہے
معصوم کو دنیا میں جفا ملتی ہے
دیتے ہیں سبھی درس صداقت لیکن
یہ کیا! کہ صداقت پہ سزا ملتی ہے؟

رباعی: رباعی لفظ رباع سے مشتق ہے، جس کے معنی چار کے ہیں۔ اصطلاح میں رباعی اس نظم کو کہتے ہیں جو چار مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ رباعی کا پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتا ہے، جبکہ تیسرا مصرعہ ردیف و قافیہ کا پابند نہیں ہوتا۔ رباعی میں چوتھا مصرعہ حاصل کلام ہوتا ہے۔ اس میں عام طور سے اخلاقی، اصلاحی، مذہبی اور فلسفیانہ مضامین بیان کئے جاتے ہیں۔ رباعی کا وزن مقرر ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ



تخلیق کار:

ریاست کرناٹک کی علمی و ادبی سرزمین سے تعلق رکھنے والے مشہور شاعر راہی قریشی اپنی نوعیت کے منفرد شاعر ہیں۔ ان کا اصلی نام برکت الحق قریشی ہے، مگر علمی و ادبی حلقوں میں ”راہی قریشی“ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ مہاراشٹر اورنگ آباد میں 20 اگست 1934ء کو پیدا ہوئے۔ عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد سے ماسٹر ڈگری حاصل کی اور کرناٹک یونیورسٹی دھارواڑ سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری لی۔

کلبہ کی یونیورسٹی میں بحیثیت صدر شعبہ اردو و فارسی تدریسی خدمات انجام دیں اور اپنے علمی کارناموں سے ریاست بھر میں مشہور ہوئے۔ آپ کے شعری مجموعوں کے نام یہ ہیں: صحرا کا سفر، ضمیر شب، دیدہ بے خواب، عکس کی ہجرت۔ رباعیات سے آپ کو خاصا شغف رہا جس کے نتیجے میں آپ نے رباعیات کا مجموعہ ”چارسو“ کے نام سے شائع کروایا، اسی مجموعے سے یہ رباعیاں ماخوذ ہیں۔ 2 مئی 2010ء کو حیدرآباد دکن میں آپ کا وصال ہوا۔

I. الفاظ و معنی:

عظمت	=	بڑائی
رفعت	=	بلندی
عاصی	=	گنہگار
عنایت	=	مہربانی
جفا	=	ظلم
صداقت	=	سچائی
معصوم	=	بے گناہ
اعمال	=	عمل کی جمع (کام)
برکت	=	فائدہ

II. مرکبات:

درس صداقت = سچائی کا سبق

III. سوالات کے جواب ایک جملے میں لکھئے:

- (۱) راہی قریشی نے رباعی میں اللہ تعالیٰ سے کیا مانگ رہا ہے؟
- (۲) معصوم کو دنیا میں کیا ملتا ہے؟
- (۳) سب لوگ کس بات کا درس دیتے ہیں؟
- (۴) راہی قریشی کے نزدیک سچ کیا ہے؟
- (۵) راہی قریشی نے اپنی عمر کس طرح بسر کی ہے؟

IV. ان الفاظ کی اضداد لکھئے:

سچ، گناہ، سزا، رفعت، جفا

V. واحد کی جمع لکھئے:

گناہ، عمل، عنایت، برکت

VI. مناسب الفاظ کی مدد سے درج ذیل رباعی کو مکمل کیجئے:

سچ یہ ہے کہ کو ملتی ہے
..... کو دنیا میں ملتی ہے
دیتے ہیں لیکن
یہ کیا ملتی ہے

☆☆☆

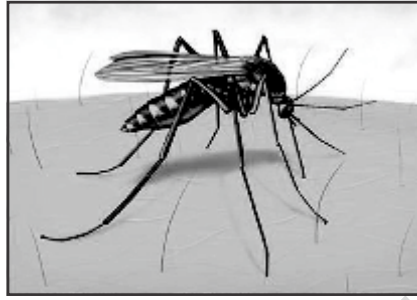


P4S5E6

سبق: 19

مچھر کا اعلان جنگ

خواجہ حسن نظامی



یہ بھنھناتا ہوا ننھا پرندہ آپ کو بہت ستاتا ہے۔ رات کی نیند حرام کر دی ہے۔ ہندو، مسلمان، عیسائی، یہودی سب بالاتفاق اس سے ناراض ہیں، ہر روز اس کے مقابلے کے لئے ہمیں تیار ہوتی ہیں، جنگ کے نقشے بنائے جاتے ہیں۔ مگر مچھروں کے جنرل کے سامنے کسی کی نہیں چلتی، شکست پر شکست ہوتی چلی آئی ہے۔ اتنے بڑے ڈیل ڈول کا انسان ذرا سے جھینگے پر قابو نہیں پاسکتا۔ طرح طرح کے مسالے بناتا ہے کہ ان کی بو سے مچھر بھاگ جائیں، لیکن مچھر اپنی یورش سے باز نہیں آتے ہیں اور بگل بجاتے ہوئے آتے ہیں اور بے چارہ آدم زاد حیران رہ جاتا ہے۔

امیر، غریب، ادنیٰ، اعلیٰ، بچے، بوڑھے، عورت، مرد کوئی اس کے وار سے محفوظ نہیں یہاں تک کہ آدمی کے پاس رہنے والے جانوروں کو بھی ایذا دیتا ہے۔ مچھر جانتا ہے کہ دشمن کے دوست بھی دشمن ہوتے ہیں۔ ان جانوروں نے میرے دشمن کی اطاعت کی ہے تو بس ان کو بھی مزا چکھاؤں گا۔ آدمیوں نے بھی مچھروں کے خلاف شورش کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے۔ ہر شخص اپنی سمجھ اور عقل کے موافق مچھروں پر الزام رکھ کر لوگوں میں ان کے خلاف نفرت پیدا کرنا چاہتا ہے مگر مچھر اس کی کچھ پروا نہیں کرتا۔

طاعون نے گڑ بڑی مچائی، تو انسان نے کہا کہ طاعون مچھر اور پَسُو کے ذریعہ پھیلتا ہے، ان کو فنا کر دیا جائے

تو یہ ہولناک بلا دور ہو جائے گی۔ ملیں یا بخار پھیلا تو اس کا الزام بھی مجھ پر عائد ہوا، اس سرے سے اس سرے تک کالے گورے آدمی غل چانے لگے کہ مجھروں کو مٹا دو، مجھروں کو کچل ڈالو، مجھروں کو تھس نہس کر دو، اور ایسی تدبیریں نکالو جن سے مجھروں کی نسل منقطع ہو جائے۔

مجھربھی یہ سب باتیں دیکھتا ہے اور سنتا ہے اور رات ڈاکٹر صاحب کی میز پر رکھے ہوئے پانی کو پڑھتا ہے تو اپنی برائی کے حروف پر بیٹھ کر اس پر خون کی ننھی بوندیں ڈال جاتا ہے جو انسان کے جسم سے یا خود ڈاکٹر صاحب کے جسم سے چوس کر لایا تھا، گویا اپنے قاعدے کی تحریر سے انسان کی ان تحریروں پر شوخیانہ ریمارک لکھ جاتا ہے کہ میاں: تم میرا کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

انسان کہتا ہے کہ مجھربڑا کم ذات ہے، کوڑے کرکٹ میل کچیل سے پیدا ہوتا ہے اور گندی موریوں میں زندگی بسر کرتا ہے اور بزدلی تو دیکھو اس وقت حملہ کرتا ہے جب کہ ہم سو جاتے ہیں، سوتے پروار کرنا بے خبر کے چرکے لگانا، مردانگی نہیں انتہا درجہ کی کمینگی ہے، صورت تو دیکھو کالا بھتنا، لمبے لمبے پاؤں، بے ڈول چہرہ، اس شان و شوکت کا وجود، آدمی جیسے گورے چنے خوش وضع پیاری ادا کی دشمنی، بے عقلی اور جہالت اسی کو کہتے ہیں۔

مجھروں کی سنو تو وہ آدمی کو کھری کھری سناتا ہے، اور کہتا ہے کہ جناب! ہمت ہے تو مقابلہ کیجئے، ذات صفات نہ دیکھئے، میں کالا ہی سہی، بد رونق سہی، بیچ ذات اور کمینہ سہی مگر یہ تو کہئے کہ کس دلیری سے آپ کا مقابلہ کرتا ہوں اور کیسا آپ کے ناک میں دم کر دیا ہے؟

یہ الزام سراسر غلط ہے کہ بے خبری میں آتا ہوں اور سوتے میں ستاتا ہوں۔ یہ تو تم اپنی عادت کے موافق سراسر بے انصافی کرتے ہو، حضرت! میں تو کان میں آکر لٹی میٹم دیتا ہوں کہ ہوشیار ہو جاؤ! اب حملہ ہوتا ہے تم ہی غافل رہو تو میرا کیا قصور؟ زمانہ خود فیصلہ کر دیگا کہ میدان جنگ میں کالا بھتنا لمبے لمبے پاؤں والا بے ڈول فحیاب ہوتا ہے یا گورا چٹا، اچھی آن و بان والا۔

میرے کارناموں کی شاید تم کو خبر نہیں کہ میں نے اس پردہ دنیا پر کیا کیا جو ہر دکھائے ہیں، اپنے بھائی نمرود کا قصہ بھول گئے جو خدائی دعویٰ کرتا تھا اور اپنے سامنے کسی کی حقیقت نہیں سمجھتا تھا، کس نے اس کا غرور توڑا؟ کون اس پر غالب آیا؟ کس کے سبب اس کی خدائی خاک میں ملی؟ اگر آپ نہ جانتے ہوں تو اپنے ہی کسی بھائی سے دریافت کیجئے یا مجھ سے سنئے کہ میرے ہی ایک بھائی مجھربنے اس سرکش کا خاتمہ کیا۔

اور تم ناحق بگڑتے ہو اور خواہ مخواہ اپنا دشمن تصور کر لیتے ہو۔ میں تمہارا مخالف نہیں ہوں، اگر تم کو یقین نہ آئے تو کسی اپنے شب بے دار صوفی بھائی سے پوچھ لو، دیکھو وہ میری شان میں کیا کہے گا، کل شام ایک شاہ صاحب عالم ذوق میں اپنے ایک مرید سے کہہ رہے تھے کہ میں مجھری زندگی کو دل سے پسند کرتا ہوں، دن بھر بے چارہ خلوت خانے میں رہتا ہے اور رات کو جو خدا کی یاد کا وقت ہے، باہر نکلتا ہے اور پھر تمام شب تسبیح و تقدس کے ترانے گایا کرتا ہے۔ آدمی غفلت میں پڑے سوتے ہیں تو اس کو ان پر غصہ آتا ہے، چاہتا ہے کہ یہ بھی بیدار ہو کر اپنے مالک کے دیئے اس سہانے خاموش وقت کی قدر کریں۔ اور حمد و شکر کے گیت گائیں، اس لئے پہلے اس کے کان میں جا کر کہتا ہے کہ اٹھو میاں اٹھو! جاگو! جاگنے کا وقت ہے۔ سونے اور ہمیشہ سونے کا وقت ابھی نہیں آیا، جب آئے گا تو بے خبر ہو کر سونا، اب تو ہوشیار اور کچھ کرنے کا وقت ہے۔ مگر انسان اس نصیحت کی پرواہ نہیں کرتا اور سوتا رہتا ہے۔ تو مجبور ہو کر غیظ و غضب میں اس کے چہرے اور ہاتھ پاؤں پر نشتر چھوٹتا ہے، پرواہ رے انسان! آنکھ بند کئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے تو بے چارے مجھ کو صلو اتیں سناتا ہے کہ رات بھر سونے نہیں دیا، کوئی اس دروغ گو سے پوچھے کہ ”جناب عالی! کتنے سیکنڈ جاگے؟ جو ساری رات جاگنے کا شکوہ ہو رہا ہے؟“

شاہ صاحب کی زبان سے یہ عارفانہ کلمات سن کر یہ ہمارے دل کو بھی تسلی ہوئی کہ غنیمت ہے کہ ان آدمیوں میں بھی انصاف والے موجود ہیں، بلکہ میں دل ہی دل میں شرمایا کہ کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ یہ شاہ صاحب مصلے پر بیٹھے بیٹھے وظیفہ پڑھا کرتے ہیں اور میں ان کے پیر کا خون پیا کرتا ہوں، یہ تو میری نسبت ایسی اچھی اور نیک رائے دیں اور میں ان کو تکلیف دوں، اگرچہ کہ دل نے سمجھا یا کہ کاٹنا تھوڑا ہی ہے قدم چومنا ہے۔ اور ان بزرگوں کے قدم چومنے ہی کے قابل ہوتے ہیں۔ لیکن اصل یہ ہے کہ اس سے میری ندامت دور نہیں ہوئی، اور اب تک میرے دل میں اس کا افسوس باقی ہے۔

بہر حال اگر سب انسان ایسا طریقہ اختیار کر لیں جیسا کہ صوفی صاحب نے کہا تو یقین ہے کہ ہماری قوم انسان کو ستانے سے خود بخود باز آجائے گی۔ ورنہ یاد رکھئے کہ میرا نام مجھری ہے لطف سے نہ جینے دوں گا اور بتا دوں گا کہ کمینہ اور قبیح ذات اعلیٰ درجہ والوں کو یوں پریشان اور بے چین کر سکتا ہے۔

تخلیق کار:



خواجہ حسن نظامی (1879ء-1955ء)۔ خواجہ حسن نظامی کا نام علی حسن تھا، والد کا نام حافظ سید عاشق علی، آپ 1879ء میں دہلی میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی جو عربی اور فارسی تک محدود تھی۔ آپ کو انگریزی بالکل نہیں آتی تھی، آپ نے ساری زندگی تصنیف و تالیف اور مریدوں کی خدمت میں بسر کر دی۔ آپ کی سو سے زیادہ یادگار تصانیف ملتی ہیں۔ مضمون نویسی کا آپ کو بچپن سے شوق تھا۔ آپ دہلی کی ٹکسالی زبان لکھتے ہیں۔ سادگی اور روانی آپ کی تحریروں میں نمایاں ہیں۔ آپ نے دہلی اور اس کے متعلقات کو اپنے قلم کا نشانہ بنایا۔ آپ کے مضامین کا پہلا مجموعہ ”سی پارہ دل“ ہے۔ جو بہت مقبول ہوا۔ اس کے علاوہ آپ کی بعض مشہور کتابیں ”عذر دہلی کے افسانے“ ”کرشن بیٹی“، ”میلاد نامہ“، ”یزید نامہ“، ”ہیکمات دہلی کے آنسو“، ”ریزیڈنٹ کی ڈائری“ وغیرہ مشہور ہیں۔ 1955ء میں آپ کا انتقال ہوا۔

I. مفرد الفاظ و معانی:

بھنھنا	=	مجھروں کے اڑنے کی آواز
مہمیں	=	مہم کی جمع۔ بھاری کام
ڈیل ڈول	=	قد و قامت، جسامت
یورش	=	حملہ
ایذا	=	تکلیف
اطاعت	=	فرمانبرداری
شورش	=	ہنگامہ
موافق	=	مطابق، مناسب
طاعون	=	ایک مہلک اور متعدی بیماری
پسو	=	ایک پردار زہریلا کیڑا

رسالہ	=	پانیر
چلبلا پن	=	شوخیانہ
تنبیہ، دھمکی	=	الٹی میٹم
لا پرواہ	=	غافل
نماز پڑھنے کی جگہ	=	مصلیٰ
شرمندگی	=	ندامت
باغی	=	سرکش

II. مرکب الفاظ و معانی:

اتفاق کے ساتھ	=	بالا اتفاق
آدمی کی اولاد، انسان	=	آدم زاد
بھیانک، خوفناک	=	ہولناک
خوش شکل، خوبصورت	=	خوش وضع
تنہائی کی جگہ	=	خلوت خانہ
سخت غصہ	=	غیظ و غضب
جھوٹ بولنے والا	=	دروغ گو
خدا شناسی کی باتیں	=	عارفانہ کلمات
بری ذات	=	فتیح ذات

III. محاورے:

تباہ و برباد کرنا	=	تہس نہس کرنا
نسل ختم ہونا	=	نسل منقطع ہونا
صاف صاف کہنا	=	کھری کھری سنانا

ناک میں دم کرنا	=	بہت تنگ کرنا، سخت پریشان کرنا
جو ہر دکھانا	=	کمال دکھانا
صلواتیں سننا	=	گالیاں دینا
نیند حرام کرنا	=	نیند نہ آنے کا باعث بن جانا
کسر باقی نہ رکھنا	=	ذرا کوتاہی نہ کرنا، برائی کرنے میں نہ چوکنا
غالب آنا	=	جیت جانا، بڑھ جانا

IV. ان سوالات کے جوابات ایک ایک جملے میں لکھئے:

- (۱) کس نے رات کی نیند حرام کر دی ہے؟
- (۲) مجھ سے کون کون ناراض ہیں؟
- (۳) مجھ کے وار سے کون محفوظ نہیں ہیں؟
- (۴) طاعون کس کے ذریعہ پھیلتا ہے؟
- (۵) طاعون نے گڑ بڑ مچائی تو انسانوں نے کس طرح غل مچایا؟
- (۶) مجھ غفلت میں پڑے ہوئے آدمی کے کان میں جا کر کیا کہتا ہے؟

V. ان کے جوابات دو یا تین جملوں میں لکھئے:

- (۱) انسان مجھ سے کس لئے ناراض ہے؟
- (۲) مجھروں پر انسان کیا الزام عائد کرتا ہے؟
- (۳) مجھروں سے چھٹکارا پانے کے لئے انسان کیا طریقہ اختیار کرتا ہے؟
- (۴) مجھ کو اپنے کس کارنامہ پہ ناز ہے؟
- (۵) مجھ کی شان میں ایک شب بیدار صوفی کیا کہہ رہے تھے؟
- (۶) سوئے ہوئے انسان پر مجھ کو کیوں غصہ آتا ہے؟
- (۷) انسان کو ستانے سے مجھ کی نسل کب باز آئے گی؟

۶۔ مندرجہ ذیل جملے کس نے کس سے اور کب کہے، بحوالہ متن لکھئے:

- (۱) ”میاں! تم میرا کچھ بھی نہیں کر سکتے۔“
- (۲) ”جناب! ہمت ہو تو مقابلہ کیجئے۔ ذات و صفات نہ دیکھئے۔“
- (۳) ”میرے ہی ایک بھائی چھرنے اس سرکش کا خاتمہ کیا۔“
- (۴) ”میں چھرنے کی زندگی کو دل سے پسند کرتا ہوں۔“

عملی مشق:

- ☆ مکھی پر اسی انداز کا ایک مضمون لکھئے۔
- ☆ اس سبق کے کون سے حصے پسند آئے اور کیوں؟

قواعد

۷۔ حروف ندا:

ایسے حروف جو مخاطبت کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں یعنی جو آواز دینے کے لئے یا مخاطب کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔

حروف ندا: اوسننا، بھائی صاحب، ذراسننا، اجی وغیرہ

مثالیں:

- (۱) او بھائی صاحب! ادھر تو آؤ۔
- (۲) بھائی صاحب! آپ کیا چاہتے ہیں۔
- (۳) اے سننا تو! یہ کیا کہتا ہے
- (۴) ذراسننا تو! میں آپ ہی سے مخاطب ہوں۔
- (۵) اجی حضور! ادھر تو آئیے۔

☆☆☆



حکایت

ادارہ

فرماں برداری

دربارِ شاہی لگا ہوا تھا۔ سلطان محمود غزنوی تشریف لاتے ہیں۔ تمام وزراء اور امراء حاضر خدمت ہیں۔ سلطان کے ہاتھ میں ایک ہیرا ہے۔

سلطان محمود غزنوی نے وہ ہیرا وزیرِ دربار کو دکھا کر پوچھا: ”اس کی کیا قیمت ہوگی؟“ وزیر نے اچھی طرح دیکھ بھال کر عرض کیا حضور نہایت قیمتی چیز ہے۔ غلام کی رائے میں ایک من سونے کے برابر اس کی مالیت ہوگی۔ ”بہت خوب! ہمارا اندازہ بھی یہی تھا“۔ سلطان نے حکم دیا، اسے توڑ ڈالو۔ وزیر دربار نے حیرت سے سلطان کی طرف دیکھا اور ہاتھ باندھ کر بولا ”جہاں پناہ اس ہیرے کو کیسے توڑوں میں تو حضور کے مال و منال کا نگران اور خیر خواہ ہوں“۔

سلطان نے کہا: ”ہم آپ کی اس خیر خواہی سے خوش ہوئے۔۔۔۔۔“ تھوڑی دیر بعد سلطان نے وہی ہیرا نائب وزیر کو دیا اور اس کی قیمت دریافت کی، وزیر نے عرض کیا۔ ”حضور عاجز ہوں اس کی قیمت کا اندازہ کرنے سے“ حکم دیا ”اچھا!!! اسے توڑ دو“۔ وہ عرض کرنے لگا ”قبلہ عالم!! ایسے بیش بہا قیمتی ہیرے کو کیوں تڑوانا چاہتے ہیں، جس کا ثانی ملنا محال ہے۔ ذرا اس کی آب و تاب اور چمک دمک تو ملاحظہ فرمائیے، سورج کی روشنی اس کے سامنے ماند پڑ رہی ہے۔ میں شاہی خزانے کا نگہبان ہوں اسے توڑنے کی کیسے جرات کر سکتا ہوں“۔ سلطان نے اس کی۔۔۔۔۔ فہم و فراست کی تعریف فرمائی۔

پھر چند لمحوں بعد وہی ہیرا امیر الامراء کو دیا اور کہا ”اسے توڑ ڈالو“۔ اس نے بھی عذر پیش کر کے توڑنے سے معذرت کر لی۔ بادشاہ نے ان کی وفا شعار اور اخلاص کی تعریف کی، بادشاہ جوں جوں درباریوں کے تعریف کر کے ان کا مرتبہ بڑھاتا گیا، توں توں وہ ادنیٰ درجے کے لوگ صراطِ مستقیم سے بھٹک کر اندھے کنویں میں گرتے گئے۔ وزیر دربار کی دیکھا دیکھی دیگر امیروں اور وزیروں نے ظاہر کیا کہ وہ بھی دولتِ شاہی کے وفادار اور نگران ہیں۔

”آزمائش اور امتحان کے لمحوں میں تقلید کرنے والا ذلیل و خوار ہوتا ہے“۔ سلطان نے تمام درباریوں اور

خیر خواہانِ دولت کی آزمائش کر لی۔ آخر میں سلطان نے وہ ہیرا 'ایاز' کو دیا اور فرمایا:

”اے نگہ باز! اب تیری باری ہے بتا اس ہیرے کی کیا قیمت ہوگی؟“

’ایاز‘ نے عرض کیا ’اے آقا! میرے ہر قیاس سے اس کی قیمت زیادہ ہے‘۔ سلطان نے کہا ’اچھا ہمارا حکم ہے تُو اسے توڑ دے‘ ایاز نے فوراً اس ہیرے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

ہیرے کا ٹوٹنا تھا سب درباری کیا امیر کیا وزیر بُری طرح چلا اُٹھے ارے بے وقوف تیری یہ مجال کی ایسا نایاب ہیرا توڑ ڈالا، ذرا خیال نہ کیا کہ کس قدر نقصان ہوا ہے۔ ان کا وادیاٹن کرایاز نے کہا:

”اے صاحبو! ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ کہ ہیرے کی قیمت زیادہ ہے یا حکم شاہی کی؟ آپ کی نگاہ میں سلطانی فرمان زیادہ وقعت رکھتا ہے یا یہ حقیر ہیرا، آپ نے ہیرے کو دیکھا اس کی قیمت اور چمک کو دیکھا مگر اس حکم دینے والے کو نہ دیکھا۔ وہ روح ناپاک ہے جو ایک حقیر پتھر کو نگاہ میں رکھے اور فرمانِ شاہی کو نظر انداز کر دے۔“ جب ایاز نے بھید سر عام کھولا تب تمام ارکانِ دولت و منصب کی آنکھیں کھلیں۔ ندامت اور ذلت کا یہ حال تھا کہ کسی کی گردن اوپر نہیں اُٹھتی تھی۔

سلطان نے کہا: میں دراصل تمہاری وفاداری کا امتحان لینا چاہتا تھا۔ تم نے حکم شاہی کو معمولی پتھر پر ترجیح دی۔ تم سب سزا کے حق دار ہو۔ یہ کہہ کر اُس نے شاہی جلاوٹ کو حکم دیا کہ ان سب نافرمانوں کی گردنیں اڑادی جائیں۔ ارکانِ دولت خوف سے تھر تھر کانپنے لگے۔

ایاز کو ان کی بے بسی پر رحم آیا۔ ہاتھ باندھ کر سلطان سے عرض کرنے لگا۔ ”اے آقا! ان بد بختوں کی غفلت اور نادانی کا سبب محض آپ کا کرم اور صفتِ عفو کی زیادتی ہے۔ آپ کی مہربانیاں ہم پر غالب ہیں۔ میری کیا حیثیت اور کیا حقیقت مگر اتنا عرض کرتا ہوں کہ ان مجرموں کے سر بھی آپ ہی کی دیوار سے لگے ہیں۔ بے شک یہ بازی ہار گئے، مگر اتنا تو ہوا کہ اپنی خطا اور اپنے جرم سے آگاہ ہوئے۔ اس لئے انہیں معاف کر دیں۔ سلطان نے ایاز کی سفارش قبول کی اور سب کو معاف کر دیا۔

(انسان غفلت اور گمراہی میں پڑ کر اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔ اُس کے حکم کو اُسی کی عطا کردہ دولت پر ترجیح دیتا ہے، جس کا نتیجہ ذلت و خواری کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔)

I. مفرد الفاظ و معنی:

ایاز = سلطان محمود غزنوی کا غلام	من = چالیس سیر کا وزن، 32.37 کیلوگرام
نگران = دیکھنے والا، پاسبان	ثانی = دوسرا، مانند، نظیر
محال = مشکل	ماند = پھیکا، جس کی چمک جاتی رہے
عذر = حیلہ، بہانہ	معذرت = معافی
اخلاص = خلوص، بے ریا محبت	تقلید = پیروی، نقل
قیاس = اندازہ	مجال = طاقت، جرات
وقت = عزت، ساکھ	حقیر = بے قدر، ذلیل
بھید = راز	منصب = عہدہ، درجہ
ندامت = شرمندگی	جلاد = موت کے گھاٹ اُتارنے والا، بے رحم
غفلت = لاپرواہی، بھول چوک	کرم = مہربانی
بازی = شرط، کھیل	سفارش = وسیلہ، سہارا
ترجیح = برتری، فضیلت	

II. مرکب الفاظ و معنی:

مال و منال = مال و اسباب، جائیداد	خیر خواہ = بھلائی چاہنے والا
صفتِ عفو = معاف کرنے کی عادت	بیش بہا = قیمتی
امیر الامراء = امیروں کے امیر، بڑے قائد	وفا شعاری = وفاداری
صراطِ مستقیم = سیدھی راہ	اندھا کنواں = سوکھا کنواں
نگہ باز = گہری نظر رکھنے والا، سمجھدار	نایاب = نہ ملنے والا، ناپید

نظر انداز = توجہ نہ دینا
 سرعام = سب کے سامنے
 بے بسی = مجبوری، لاچاری
 قبلہ عالم = دنیا والے جس سمت منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں، کلمہ تعظیم

III. درج ذیل سوالات کے جواب ایک جملے میں دیجئے:

- (۱) سلطان غزنوی نے ہیرے کی قیمت سب سے پہلے کس سے دریافت کی؟
- (۲) ایاز نے ہیرے کی کیا قیمت بتائی؟
- (۳) سلطان محمود غزنوی ہیرے کو کیوں توڑنا چاہتے تھے؟
- (۴) ایاز نے ہیرے کو کیوں توڑ دیا؟

IV. درج ذیل سوالات کے جواب دو تین جملوں میں دیجئے:

- (۱) امراء و وزراء نے ہیرے کو نہ توڑنے کا کیا عذر پیش کیا؟
- (۲) سلطان اپنے امراء و وزراء پر کیوں خفا ہوئے اور انہیں کیا سزا سنائی؟

V. تفصیلی جواب دیجئے:

- (۱) ایاز نے ارکانِ دولت کی سفارش کے لئے کبھی کلمات کو اپنے الفاظ میں بیان کیجئے۔

VI. درج ذیل جملوں کی بحوالہ متن وضاحت کیجئے:

- (۱) ”اے نگہ باز! اب تیری باری ہے بتا اس ہیرے کی کیا قیمت ہوگی؟“
- (۲) ”اے صاحبو! ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ کہ ہیرے کی قیمت زیادہ ہے یا حکم شاہی کی؟“

VII. درج ذیل جملوں کا مطلب بتائیے:

(۱) جب ایاز نے بھید سر عام کھولا تب تمام ارکانِ دولت و منصب کی آنکھیں کھلیں۔

(۲) ان مجرموں کے سر بھی آپ ہی کی دیوار سے لگے ہیں۔

VIII (الف) ان الفاظ کی اضداد کو سبق میں تلاش کیجئے:

سستی، بدخواہی، مغرور، اعلیٰ، فرما بردار، بے وفائی، غیر معمولی، ستم،

نیک بخت، دانائی

(ب) ان الفاظ کے مترادفات کو سبق میں تلاش کیجئے:

مال، آب و تاب، چمک، فہم، ذلیل، بیش بہا، حیثیت، خطا

عملی کام:

حکایاتِ سعدی اور حکایاتِ رومی کا مطالعہ کیجئے اور انہیں اپنے ساتھیوں کو سنائیے۔



سبق: 21



جدید غزلیں

غزل

شہریار

زندگی جیسی توقع تھی نہیں کچھ کم ہے
ہر گھڑی ہوتا ہے احساس کہیں کچھ کم ہے

گھر کی تعمیر تصور ہی میں ہو سکتی ہے
اپنے نقشے کے مطابق یہ زمیں کچھ کم ہے

بچھڑے لوگوں سے ملاقات کبھی پھر ہوگی
دل میں امید تو کافی ہے یقین کچھ کم ہے

اب جدھر دیکھے لگتا ہے کہ اس دنیا میں
کہیں کچھ زیادہ ہے کہیں کچھ کم ہے

آج بھی ہے تری دوری ہی اداسی کا سبب
یہ الگ بات ہے کہ پہلی سی نہیں کچھ کم ہے



تخلیق کار

پیدائش 1936ء میں بمقام بلندشہر۔

وفات 13 فروری 2012ء

شہر یار دورِ جدید کے ایک اہم شاعر ہیں۔ ابتدائی تعلیم علی گڑھ میں ہوئی اور وہیں سے اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کی اور شعبہ اردو میں پروفیسر کے عہدے پر فائز رہے۔ غزل سے انہیں خاص شغف ہے۔ انہوں نے فلموں کے گیت بھی لکھے، ان کی غزلیں ان کے تجربات و مشاہدات کی آئینہ دار ہیں۔ 2011ء میں انہیں گیان پیٹھ ایوارڈ سے نوازا گیا ہے۔

I. لفظ و معانی:

امید	=	توقع
تخیل	=	تصور
جذبہ	=	احساس
پلان، منصوبہ	=	نقشہ
جدا	=	بچھڑا
پل	=	گھڑی
دلچسپی	=	شغف

II. ایک جملے میں جواب لکھئے:

- (۱) شاعر کو ہر گھڑی کیا احساس ہو رہا ہے؟
- (۲) گھر کی تعمیر اپنے نقشے کے مطابق کیسے ہو سکتی ہے؟
- (۳) کیا شاعر کو بچھڑے لوگوں سے ملاقات کی امید باقی ہے؟
- (۴) شاعر کی اداسی کا سبب کیا ہے؟

III. ان اشعار کی تشریح کیجئے :

ہم جدھر دیکھتے ہیں لگتا ہے کہ اس دنیا میں
کہیں کچھ زیادہ ہے اور کہیں کچھ کم ہے
آج بھی ہے تری دوری ہی اداسی کا سبب
یہ الگ بات ہے کہ پہلی سی نہیں کچھ کم ہے

IV. اضداد لکھئے:

زندگی، زمین، یقیں، دوری، اداسی

V. واحد جمع لکھئے:

توقع، احساس، تصور، نقشہ، امید،

سبب

VI. خانہ پری کیجئے:

.....لوگوں سے.....کبھی پھر ہوگی
دل میں.....تو کافی ہے کچھ کم ہے
آج بھی ہے تری ہی کا سبب
یہ الگ..... ہے کہ..... سی نہیں کم ہے
..... کی تعمیر..... ہی میں ہو سکتی ہے
اپنے..... مطابق یہ..... کچھ کم ہے

☆☆☆

غزل

گوہر تر یکیر وی

نفس کو اپنے سرخ رو رکھنا
کوئی دل میں نہ آرزو رکھنا

چاک دامن کے سارے سل جائیں
اتنی گنجائش رفو رکھنا

جھوٹ کب بولتا ہے آئینہ
اپنی تصویر روبرو رکھنا

بس سخن کا یہی تقاضا ہے
لفظ و معنی کی آبرو رکھنا

میرا شیدہ کبھی نہیں گوہر
طرز اظہار میں غلو رکھنا



تخلیق کار:

نام عبدالرحمن خان تخلص گوہر، 15 مئی 1938ء کو ترکیبہ (ضلع چکمنگلور، کرناٹک) میں پیدا ہوئے۔ ابتدا ہی سے شعر و شاعری کا ذوق رہا۔ سیما اکبر آبادی کے شاگرد خاص حضرت عبدالواسع عصری چکمنگلوروی سے شرف تلمذ حاصل رہا۔ شاعری کی مروجہ اور مقبول اصناف میں طبع آزمائی کی ہے۔

آپ کا کلام ریاست کرناٹک و بیرون ریاست کے جملہ مقتدر اخبار و رسائل میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتا رہتا ہے۔ آپ کی ادبی خدمات کے صلے میں آپ کو اردو اکادمی بنگلور اور ریاست کی کئی ادبی انجمنوں سے اعزازات تفویض ہوئے ہیں۔ گورنمنٹ ٹریننگ کالج میسور میں بحیثیت اردو لکچرار خدمات انجام دے چکے ہیں۔ آپ کے کلام کے دو مجموعے متاع گوہر 1989ء اور گوہر مرثاں 1996ء میں منظر عام پر آچکے ہیں۔ شہر میسور کی قد آور شاعرہ محترمہ حسنی سرور پر ایک کتاب بعنوان حسنی سرور فن اور شخصیت بھی شائع ہو چکی ہے۔ تقریباً دیڑھ سو نظموں پر مشتمل مجموعہ کلام ”سلک گہر“ زیر ترتیب ہے۔ آپ کا انتقال 18 اپریل 2021ء میں ہوا۔

I. الفاظ و معانی

نفس	=	دل
گنجائش	=	امکان
رفو	=	ٹانگے لگانا
سخن	=	شاعری
تقاضا	=	ضرورت
آبرو	=	طریقہ
غلو	=	حد سے زیادہ مبالغہ کرنا

II. مرکبات:

سرخ رو = کامیاب
چاک دامن = پھٹا لباس

III. ایک جملے میں جواب لکھئے:

- (۱) شاعر کے نزدیک سرخ روئی کیلئے کیا شرط ہے؟
- (۲) شاعر رفو کے لیے کتنی گنجائش چاہتا ہے؟
- (۳) اپنی تصویر کے سامنے شاعر آئینہ کیوں رکھنا چاہتا ہے؟
- (۴) سخن کا کیا تقاضا ہے؟
- (۵) طرزِ اظہار میں شاعر کا کیا شیوہ ہے؟

IV. اس غزل کے قافیوں کی فہرست بنائیے۔

V. ان اشعار کی تشریح کیجئے۔

- (۱) نفس کو اپنے سرخ رو رکھنا
کوئی دل میں نہ آرزو رکھنا
- (۲) جھوٹ کب بولتا ہے آئینہ
اپنی تصویر روبرو رکھنا

☆☆☆